3

منشی پریم چند

مصنف کا تعارف

منشی پریم چند اپنے زمانے کے بہت ہی مشہور مصنف مانے جاتے ہیں۔ ان کی پیدائش وارانسی (بنارس) سے چھ کلومیٹر دور لمہی گاؤں میں 31 جولائی 1880ء کو ہوئی اصل نام دھنپت رائے تھا۔ لیکن افسانہ و کہانی کی دنیا میں منشی پریم چند کے نام سے مشہور ہوئے۔

ان کے والد منشی عجائب لال ڈاکخانہ میں ملازم تھے۔ کم عمری میں والدہ کا انتقال ہوگیا تھا۔ پرورش کی ذمہ داری دادی نے سنبھالی لیکن جلد ہی وہ بھی اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں۔ ابتدائی تعلیم قریب کے ایک گاؤں میں آٹھ برس کی عمر تک ایک مولوی صاحب سے حاصل کی۔ والد نے دوسری شادی کر لی۔ نئی ماں کے سخت برتاؤ نے ان کی زندگی میں تلخی پیدا کر دی۔ جس کے لیے خود ان کا کہنا ہے ''میری ماں کے انتقال کے بعد میری روح کو خوراک نہیں ملی وہی بھوک میری زندگی ہے''۔

غریبی، گھٹن، روکھے پن سے نجات حاصل کرنے کے لیے پریم چند نے مضامین اور افسانے دھنپت رائے کے نام سے لکھنے شروع کیے۔ اپنے ناول کرم بھومی کے کردار کے ذریعے آپ بیتی سنائی ہے۔ والد کا تبادلہ گورکھپور ہوگیا شہر کا ماحول پسند آیا اور گلی ڈنڈا چھوڑ کر دل لگا کر پڑھائی کی۔ میٹرک پاس کیا۔ اسکول ٹیچر کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوگیا۔ مدرسی تو کر لی لیکن ہمیشہ پچھتایا کرتے تھے کہ کہاں سے جنگل میں آ پھنسا۔ 1921ء میں مہاتما گاندھی نے جب عدم تعاون کی تحریک شروع کی تو پریم چند نے ڈپٹی انسپکٹر آف اسکول کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔

1903-4ء کے دوران پریم چند نے اپنی قلمی زندگی کا آغاز کانپور سے شائع ہونے والے رسالے ''زمانہ'' میں اپنے افسانے

NOS\NOTE1.tif not found.

لکھ کر کیا۔ 2-1901ء میں انہوں نے دو ناول لکھے۔ پریم چند کی پہلی کہانی ''سنسار کا سب سے انمول رتن'' تھی۔ انہوں نے کہانیوں کو اس وقت اپنایا جب اردو میں داستان گوئی کا دور تھا انہوں نے کہانیوں کو طلسمی، عیاری، قدیم داستانوں و قصوں کتھاؤں سے باہر نکال کر نئے انداز اسلوب کو تعین کرنے میں بڑی کامیاب کوشش کی۔ انہوں نے کہانی کا رشتہ ہمارے دیہات اور محنت کش طبقے سے جوڑ دیا یعنی کہانی رومان بھری فضاء سے نکل کر حقیقت سے قریب ہوگئی۔ اور افسانہ کو مختصر کر کے زندگی کا ترجمان بھی بنایا۔ انہوں نے زندگی کی بے شمار چھوٹی بڑی سچائیوں کو خوشیوں اور غموں کو اپنی کہانی کے ذریعے بیان کیا۔ ہندوستان کے دیہاتوں کی خوبصورتی اور وہاں کے عوام کی سادگی، خلوص، پریشان حالی، مفلسی اور بے بسی کی سچی اور بڑی واضح تصویریں پیش کیں۔ پریم چند نے ملک میں پھیلی خام خیالی، تنگ نظری، جہالت، بے جا رسم ورواج کی پابندی کے خلاف آواز اٹھائی۔ ان کے افسانے واقعات کی ترجمانی کرتے ہیں ساتھ ہی زبان کی سادگی، سلاست اور جذباتی خلوص کا بھی اچھا نمونہ ہے۔ ان کی کہانی کے مجموعہ سوز وطن، پریم پچیسی، بزم بتیسی، آخری تحفہ، دودھ کی قیمت۔ کفن کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔

پوس کی رات بھی ان کی ایسی کہانی ہے جس کے پس منظر میں ایک ایسے کسان کی زندگی کا حال پیش کیا ہے۔ جو ہر طرح کی راحتوں سے محروم ہے اس کی پیداوار بھی اس کی نہیں اس کے قرض کا بوجھ ایسا قرض ہے جو اس کے سر سے اُترتا ہی نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ پیر سردی میں جکڑے و اکڑے ہی رہتے ہیں۔ اس کی بے بسی کی داستان پریم چند نے تحریر کی ہے۔

مقاصد

1. دیہات اور کسان کی زندگی کے بارے میں جان سکیں گے؛
2. محاورات کے معنی سمجھ کر ان کے معنی جان سکیں گے؛
3. دیہی زندگی کے سماجی، معاشی مسائل اور حقیقت کو جان سکیں گے؛
4. افسانہ میں پائی جانے والی دلکشی، رنگینی اور رومان کو جان سکیں گے؛
5. افسانہ اردو نثر کی اہم صنف ہے جان سکیں گے؛
6. افسانہ کے ذریعے زندگی کی گہرائی و وسعت کے بارے میں کم الفاظ میں بڑی بات کہی جاتی ہے جان سکیں گے؛
7. پریم چند کے افسانوں کی خصوصیات سے واقف ہو سکیں گے۔

NOS\NOTE2.tif not found.

3.1 اصل سبق

آیئے اب ایک بار پورا سبق پڑھ لیں۔

پوس کی رات

ہلکو نے اپنی بیوی سے آ کر کہا، ''شہنا آیا ہے لاؤ جو روپے رکھے ہیں اُسے دے دوں، کسی طرح گردن تو چھوٹے۔ منّی بہو جھاڑو لگا رہی تھیں پیچھے پھر کر بولی، ''تین ہی تو روپے ہیں دے دوں تو کمبل کہاں سے آئے گا؟ ماگھ پوس کی رات کھیت میں کیسے کٹے گی۔ اس سے کہہ دو کہ فصل پر روپے دے دیں گے۔ ابھی نہیں ہیں۔''

ہلکو تھوڑی دیر تک چپ کھڑا رہا اور اپنے دل میں سوچتا رہا! پوس سر پر آ گیا ہے بغیر کمبل کے رات کو وہ کسی طرح کھیت پر نہیں سو سکتا۔ مگر شہنا مانے گا نہیں۔ وہ گھڑکیاں دے گا۔ گالیاں سنائے گا بلا سے جاڑے میں مریں گے، یہ بلا تو سر سے ٹل جائے گی — یہ سوچتا ہوا وہ اپنا بھاری جسم لیے ہوئے جو اس کے نام کو غلط ثابت کر رہا تھا۔ اپنی بیوی کے پاس گیا اور خوشامدانہ لہجے میں بولا، لا دے دے۔ گردن تو کسی طرح سے بچے۔ کمبل کے لیے کوئی تدبیر سوچوں گا۔

منی اس کے پاس سے دور ہٹ گئی اور آنکھیں ٹیڑھی کر کے بولی ''کر چکے دوسری تدبیر ذرا سنوں کون سی تدبیر کرو گے؟ کون کمبل خیرات میں دے دے گا۔ نہ جانے کتنا روپیہ باقی ہے جو کسی طرح ادا ہی نہیں ہوتا۔ میں کہتی ہوں تم کھیتی کیوں نہیں چھوڑ دیتے مر مر کر کام کرو پیداوار ہو۔ تو اس سے باقی ادا کرو چلو چھٹی ہوئی باقی چکانے کے لیے ہی تو ہمارا جنم ہوا ہے — ایسی کھیتی سے باز آئے میں روپے نہ دوں گی۔ نہ دوں گی۔''

ہلکو رنجیدہ ہو کر بولا — ''تو کیا گالیاں کھاؤں؟'' منی نے کہا، ''گالی کیوں دے گا؟ کیا اس کا راج ہے؟'' مگر یہ کہنے کے ساتھ ہی اس کی تنی ہوئی بھنویں ڈھیلی پڑ گئیں — ہلکو کی بات میں جو دل دہلا دینے والی سچائی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کی جانب ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہی تھی — اس نے طاق پر سے پیسے اٹھائے اور لا کر ہلکو کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ پھر بولی ''کھیت مزدوری میں سکھ سے ایک روٹی تو چین سے کھانے کو ملے گی، کسی کی دھونس تو نہ رہے گی — اچھی کھیتی ہے مزدوری کر کے لاؤ وہ بھی اس میں جھونک دو۔ اس پر سے دھونس الگ!''

ہلکو نے روپے لیے اور اس طرح باہر چلا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنا کلیجہ نکال کر دینے جا رہا ہے۔ اس نے ایک ایک پیسہ کاٹ کر تین روپے کمبل کے لیے جمع کئے تھے، وہ آج نکلے جا رہے ہیں۔ ایک ایک قدم کے ساتھ اس کا دماغ اپنی ناداری کے بوجھ سے دبا جا رہا تھا!

گردن تو چھوٹے: مصیبت سے نجات دلانا
کیسے کٹے گی: گزرنا بیتنا
پوس: شدید سردی کا مہینہ جو انگریزی مہینے کے حساب سے دسمبر جنوری کا ہوتا ہے۔
بلا تو سر سے ٹل جائے: مصیبت ختم ہونا
آنکھیں ٹیڑھی کرنا: بے مروّتی کرنا
باز آنا: چھوڑ دینا
بھنویں ڈھیلی پڑنا: غصہ کم ہونا
ٹکٹکی باندھے ہونا: بنا پلک جھپکائے دیکھنا، لگاتار دیکھنا
چین سے: آرام سے، بے فکری سے
دھونس: دھمکی، ڈراوا
ناداری: مجبوری، لاچاری، کنگالی

(2)

پوس کی اندھیری رات، آسمان پر تارے بھی ٹھٹھرے ہوئے معلوم ہوتے تھے ہلکو اپنے کھیت کے کنارے روکھ کی پتیوں کی ایک چھتری کے نیچے بانس کے کھٹولے پر اپنی پرانی گاڑھے کی چادر اوڑھے ہوئے کانپ رہا تھا۔ کھٹولے کے نیچے اس کا ساتھی کتا

NOS\NOTE1.tif not found.

''جبرا'' پیٹ میں منہ ڈالے سردی سے کوٗں کوٗں کر رہا تھا— دونوں میں سے ایک کو بھی نیند نہ آتی تھی۔

ہلکو نے گھٹنوں کو گردن میں چمٹاتے ہوئے کہا: ''کیوں جبرا جاڑا لگتا ہے— کہا تو تھا کہ گھر میں پیال پر لیٹ رہ۔ تو یہاں کیا لینے آیا تھا۔ اب کھا سردی۔ میں کیا کروں؟ جیسے کہ میں حلوا پوری کھانے جا رہا ہوں۔ دوڑتے ہوئے آگے آگے چلے آئے۔ ''اب روؤ اپنی نانی کے نام کو—''

جبرا نے پڑے پڑے دُم ہلائی اور ایک جمائی لے کر چپ ہو گیا۔ شاید وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ اس کی کوٗں کوٗں کی آواز سے اس کے مالک کو نیند نہیں آ رہی ہے۔

ہلکو نے ہاتھ نکال کر جبرا کی ٹھنڈی پیٹھ سہلاتے ہوئے کہا: ''کل سے میرے ساتھ نہ آنا، نہیں تو ٹھنڈے ہو جاؤ گے۔ یہ رانڈ پچھوا ہوا نہ جانے کہاں سے برف لیے آ رہی ہے۔ اُٹھو پھر ایک چلم بھرو۔ کسی طرح رات تو کٹے۔ اُٹھ چل تو پی چکا۔ یہ کھیتی کا مزہ ہے اور بھگوان کچھ ایسے بھی ہیں کہ — جن کے پاس جاڑا جائے تو گرمی سے گھبرا کر بھاگے۔ موٹے موٹے گدّے، لحاف، کمبل، مجال ہے کہ جاڑے کا گزر ہو جائے۔ تقدیر کی خوبی ہے مزدوری ہم کریں، مزہ دوسرے لوٹیں۔''

ٹھنڈے ہونا: مر جانا

ہلکو اٹھا اور گڑھے میں سے ذرا سی آگ نکال کر چلم بھری جبرا بھی اُٹھ بیٹھا۔ ہلکو نے چلم پیتے ہوئے کہا، پئے گا چلم؟ جاڑا تو کیا جاتا ہے ہاں ذرا من بہل جاتا ہے۔''

جبرا نے اس کی جانب محبت بھری نگاہوں سے دیکھا۔ ہلکو نے کہا'' آج اور جاڑا کھا لے۔ کل سے میں یہاں پیال بچھا دوں گا۔ اس میں گھس کر بیٹھنا جاڑا نہ لگے گا—''

جبرا نے اگلے پنجے اس کے گھٹنوں پر رکھ دیئے اور اس کے منہ کے پاس اپنا منہ لے گیا۔ ہلکو کو اس کی گرم سانس لگی۔ چلم پی کر ہلکو پھر لیٹا اور یہ طے کر لیا کہ چاہے جو کچھ بھی ہو۔ اب کی سو جاؤں گا۔ لیکن ایک لمحے میں اس کا کلیجہ کانپنے لگا۔ کبھی اس کروٹ لیٹتا کبھی اُس کروٹ۔ جاڑا کسی بھوت کی مانند اس کی چھاتی کو دبائے ہوئے تھا۔ جب کسی طرح نہ رہا گیا۔ تو اس نے جبرا کو دھیرے سے اُٹھایا اس کے سر کو تھپ تھپا کر اُسے اپنی گود میں سلا لیا۔ کتّے کے جسم سے معلوم نہیں کیسی بدبو آ رہی تھی۔ پر اُسے اپنی گود سے چمٹائے ہوئے ایسا سکھ معلوم ہوتا تھا۔ جو اُدھر مہینوں سے اسے نہ ملا تھا۔ جبرا شاید یہ خیال کر رہا تھا کہ جنت یہیں ہے۔ اور ہلکو کی روح اتنی پاک تھی کہ اس کو کتے سے بالکل گِھن نہ آتی تھی۔ وہ اپنی غریبی سے پریشان تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اس حالت کو پہنچ گیا تھا۔ ایسی انوکھی دوستی نے اس کی روح کے سب دروازے کھول دیئے تھے۔ اور اس کا ایک ایک ذرّہ حقیقی روشنی سے منور ہو گیا تھا۔ اسی اثنا میں جبرا نے کسی جانور کی آہٹ سُنی اس کے مالک کی اس خالص روحانیت نے اس کے دل میں ایک نئی طاقت پیدا کر دی تھی۔ جو ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں کو بھی بے وقعت سمجھ رہی تھی۔ وہ جھپٹ کر اٹھا اور چھپّر سے باہر آ کر بھونکنے لگا۔

کلیجہ کانپنا: شدید سردی لگنا

بے وقعت: حقیر

NOS\NOTE2.tif not found.

ہلکو نے اس سے کئی بار پچکار کر بلایا۔ پر وہ اس کے پاس نہ آیا۔ کھیت میں چاروں طرف دوڑ دوڑ کر بھونکتا رہا۔ ایک لمحے کے لیے آ بھی جاتا تو فوراً ہی پھر دوڑتا۔ فرض کی ادائیگی نے اسے بے چین کر رکھا تھا۔

(3)

ایک گھنٹہ گزر گیا، سردی بڑھنے لگی۔ ہلکو اُٹھ بیٹھا اور دونوں گھٹنوں کو چھاتی سے ملا کر سر کو چھپالیا۔ پھر بھی سردی کم نہ ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ سارا خون منجمد ہو گیا ہے۔ اس نے اُٹھ کر آسمان کی جانب دیکھا۔ ابھی کتنی رات باقی ہے؟ وہ سات ستارے جو قطب کے گرد گھومتے ہیں۔ ابھی اپنا نصف دورہ بھی ختم نہیں کر پائے تھے۔ جب وہ اوپر آ جائیں گے تو کہیں سویرا ہوگا۔ ابھی ایک پہر سے زیادہ رات باقی ہے۔

منجمد ہونا: جم جانا

ہلکو کے کھیت سے تھوڑی دور کے فاصلے پر ایک باغ تھا۔ پت جھڑ شروع ہو گیا تھا۔۔ باغ میں پتوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ہلکو نے سوچا چل کر پتیاں بٹوروں اور ان کو جلا کر خوب تاپوں۔ رات کو کوئی پتیاں بٹورتے دیکھے تو سمجھے گا کہ کوئی بھوت ہے۔ کون جانے کوئی جانور ہی چھپا بیٹھا ہو۔ مگر اب تو بیٹھے نہیں رہا جاتا۔

اس نے پاس کے ارہر کے کھیت میں جا کر پودے اکھاڑے اور اس کا ایک جھاڑو بنا کر ہاتھ میں سلگتا ہوا اُپلا لیے باغ کی طرف چلا۔ جبرا نے اُسے جاتے دیکھا تو پاس آیا۔ اور دُم ہلانے لگا۔

ہلکو نے کہا، ''اب تو نہیں رہا جاتا۔ جبرو، چلو باغ میں پتیاں بٹور کر تاپیں ٹانٹے ہو جائیں گے۔ تو پھر آ کر سوئیں گے، ابھی تو رات بہت ہے۔''

ٹانٹے ہونا: طاقتور، تگڑا

جبرا نے کؤں کؤں کرتے ہوئے اپنے مالک کی رائے سے اتفاق کیا۔ اور آگے آگے باغ کی جانب چلا۔ باغ میں گھٹاٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ درختوں سے شبنم کی بوندیں ٹپ ٹپ ٹپک رہی تھیں۔۔ یکا یک ایک جھونکا مہندی کے پھولوں کی خوشبو لیے ہوئے آیا۔

گھٹاٹوپ: گھنا اندھیرا

ہلکو نے کہا۔۔ کیسی اچھی مہک آئی جبرا۔۔! تمہاری ناک میں بھی خوشبو آ رہی ہے؟''

جبرا کو کہیں زمین پر ایک ہڈی پڑی مل گئی تھی۔ وہ اُسے چچوڑ رہا تھا۔ ہلکو نے آگ زمین پر رکھ دی اور پتیاں بٹورنے لگا۔ تھوڑی دیر میں پتیوں کا ایک ڈھیر لگ گیا۔ ہاتھ ٹھٹھرے جاتے تھے، ننگے پاؤں گلے جاتے تھے۔ اور وہ پتیوں کا پہاڑ کھڑا کر رہا تھا۔ اسی الاؤ میں وہ سردی کو جلا کر خاک کر دے گا۔

جلا کر خاک کرنا: ختم کر دینا، تباہ کرنا
الاؤ: لکڑیاں ایک جگہ اکٹھا کر کے آگ جلانا

تھوڑی دیر میں الاؤ جل اُٹھا، اس کی لو اوپر والے درخت کی پتیوں کو چھو چھو کر بھاگنے لگی۔ اس ہلتی ہوئی روشنی میں باغ کے عالیشان درخت ایسے معلوم ہوتے تھے۔ جیسے وہ اس لا انتہائی اندھیرے کو اپنی گردن پر سنبھالے ہوں۔ تاریکی کے اس اتھاہ

لا انتہا: بہت زیادہ۔ بے انتہا

NOS\NOTE1.tif not found.

سمندر میں روشنی ایک ناؤ کی مانند معلوم ہوتی تھی۔ ہلکو الاؤ کے سامنے بیٹھا ہوا آگ تاپ رہا تھا۔ ایک منٹ میں اس نے اپنی چادر بغل میں دبائی اور دونوں پاؤں پھیلا دیئے گویا وہ سردی کو للکار کر کہہ رہا تھا— تیرے جی میں جو آئے وہ کر— سردی کی اس بے پایاں طاقت پر فتح پا کر وہ خوشی کو چھپا نہ سکتا تھا— اس نے جبرا سے کہا،'' کیوں جبرے! اب تو ٹھنڈ نہیں لگ رہی ہے؟''

بے پایاں: بہت زیادہ بے حد

جبرا نے کوں کوں کر کے گویا کہا،'' اب کیا ٹھنڈ لگے گی!''

پہلے یہ تدبیر نہیں سوجھی، نہیں تو اتنی ٹھنڈ کیوں کھاتے؟''

جبرا نے دُم ہلائی—

''اچھا آؤ اس الاؤ کو کود کر پار کریں۔ دیکھیں کون نکل جاتا ہے۔ اگر جل گئے بچہ تو میں دوانہ کروں گا۔''

جبرا نے خوف زدہ نگاہوں سے الاؤ کی طرف دیکھا۔

''منی سے کل نہ کہہ دینا ورنہ لڑائی کرے گی—''

یہ کہتا ہوا وہ اُچھلا اور اس الاؤ کے اوپر سے صاف نکل گیا۔ پیروں میں ذرا سی لپٹ لگ گئی۔ پر وہ کوئی بات نہ تھی۔ جبرا الاؤ کے گرد گھوم کر اسی کے پاس آ کھڑا ہوا۔

ہلکو نے کہا۔ ''چلو چلو، اس کی نہیں۔ اوپر سے کود کر آؤ۔''

وہ پھر کودا اور الاؤ کے اس پار آ گیا۔

(4)

پتیاں جل چکیں تھیں— باغیچے میں پھر اندھیرا چھا گیا تھا۔ راکھ کے نیچے ابھی کچھ کچھ آگ باقی تھی جو ہوا کا جھونکا آنے پر ذرا جاگ اٹھتی تھی۔ پر ایک لمحے میں پھر آنکھیں بند کر لیتی تھی۔

ہلکو نے پھر چادر اوڑھ لی۔ اور گرم راکھ کے پاس بیٹھا ہوا ایک گیت گنگنانے لگا۔ اس کے جسم میں گرمی آ گئی تھی— پر جوں جوں سردی بڑھتی جاتی تھی اُسے سستی دبائے لیتی تھی۔

دفعتاً جبرا زور سے بھونک کر کھیت کی طرف بھاگا ہلکو کو ایسا محسوس ہوا کہ جانوروں کا ایک غول اس کے کھیت میں آ گیا— شائد نیل گائیوں کا تھا۔ ان کے کودنے اور دوڑنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں— پھر ایسا معلوم ہوا کہ وہ کھیت میں چر رہی ہیں۔

اس نے دل میں کہا۔ ''نہیں جبرا کے ہوتے ہوئے کوئی جانور کھیت نہیں آ سکتا، نوچ ہی ڈالے گا— مجھے وہم ہو رہا ہے۔ اب تو کچھ دکھائی نہیں دیتا مجھے بھی؟ کیسا دھوکا ہوا—!

NOS\NOTE2.tif not found.

اس نے زور سے آواز لگائی۔ ''جبرا— جبرا— جبرا بھونکتا رہا۔ اس کے پاس نہ آیا۔

جانوروں کے چرنے کی آواز چر چر سُنائی دینے لگی ہلکو اب اپنے کو فریب نہ دے سکا۔ مگر اسے اس وقت اپنی جگہ سے ہلنا زہر معلوم ہوتا تھا۔ کیسا گرمایا ہوا مزے سے بیٹھا تھا— اس جاڑے پالے میں کھیت میں جانا، جانوروں کو بھگانا— ان کا پیچھا کرنا اسے پہاڑ معلوم ہوتا تھا۔ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ بیٹھے بیٹھے جانوروں کو بھگانے کے لیے چلانے لگا—

''ہلو، ہلو— ہوہو— ہاہا— !''

مگر جبرا پھر بھونک اٹھا— جانور کھیت چر رہے تھے۔ فصل تیار ہے۔ مگر یہ ظالم جانور اس کا ستیاناس کیے ڈالتے ہیں۔

ہلکو پکا ارادہ کر کے اٹھا۔ اور دو تین قدم چلا پھر یکا یک ہوا کا ایک ایسا ٹھنڈا چبھنے والا، بچھو کے ڈنک کا سا جھونکا لگا کہ وہ پھر بجھتے ہوئے الاؤ کے پاس آ بیٹھا اور راکھ کو کرید کرید کر اپنے ٹھنڈے جسم کو گرمانے لگا۔

جبرا اپنا گلا پھاڑے ڈالتا تھا۔ نیل گائیں کھیت کا صفایا کیے ڈالتی تھیں۔ اور ہلکو گرم راکھ کے پاس خاموش بیٹھا تھا۔ افسردگی نے اسے چاروں طرف سے اسی کی طرح جکڑ رکھا تھا۔

اسی راکھ کے پاس زمین پر وہ چادر اوڑھ کر سو گیا۔ سویرے جب آنکھ کھلی تو دیکھا چاروں طرف دھوپ پھیل گئی تھی۔ اور منی کھڑی کہہ رہی تھی— تم کہاں آ کر مر گئے اِدھر سارا کھیت چوپٹ ہو گیا۔

ہلکو نے اٹھ کر کہا، ''کیا تو کھیت سے اُٹھ کر آ رہی ہے؟''

منّی بولی۔ ہاں سارے کھیت کا ستیاناس ہو گیا بھلا ایسا بھی کوئی سوتا ہے تمہارے یہاں منڈیّا ڈالنے سے کیا فائدہ ہوا؟

ہلکو نے بہانا کیا۔ ''میں مرتے مرتے بچا تجھے اپنے کھیت کی پڑی ہے پیٹ میں ایسا درد اٹھا تھا کہ میں ہی جانتا ہوں۔''

دونوں پھر کھیت کے ڈانڈے پر آئے دیکھا کھیت پر ایک پودے کا نام نہیں۔ جبرا منڈیا کے نیچے چت پڑا ہے— گویا بدن میں جان ہی نہیں ہے۔

دونوں کھیت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ منّی کے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ مگر ہلکو خوش تھا۔

منّی نے فکر مند ہو کر کہا۔ ''اب مجوری کر کے مال گجاری دینی پڑے گی۔'' ہلکو نے خوشی کے لہجے میں کہا، ''رات کو ٹھنڈ میں یہاں سونا تو نہیں پڑے گا۔''

''میں اس کھیت کا لگان نہ دوں گی۔ کہے دیتی ہوں'' جینے کے لیے کھیتی کرتے ہیں۔ مرنے کے لیے نہیں کرتے۔''

''جبرا ابھی تک سویا ہوا ہے۔ اتنا تو کبھی نہ سوتا تھا—''

آج جا کر شہنا سے کہہ دو کھیت جانور چر گئے ہم ایک پیسہ نہ دیں گے۔ ''رات بڑے غضب کی سردی تھی۔''

میں کیا کہتی ہوں تم کیا سنتے ہو؟''

زہر معلوم ہونا: ناگوار ہونا

پہاڑ معلوم ہونا: مشکل معلوم ہونا

ستیاناس: برباد کرنا

صفایا: ختم کرنا، افسردگی، مایوسی

چوپٹ ہو گیا: ویراں ہو گیا برباد ہو گیا

منڈیا: کھیتوں کی رکھوالی کے لیے ڈالی گئی پھونس کی جھونپڑی

ڈانڈے: کھیت کی منڈیر

بدن میں جان نہ ہونا: بے دم ہونا

NOS\NOTE1.tif not found.

تو گالی کھلانے کی بات کہہ رہی ہے۔ شہنا کو ان باتوں سے کیا مطلب۔ تمہارا کھیت چاہے جانوروں نے کھایا۔ چاہے آگ لگ جائے چاہے اولے پڑ جائیں، اسے تو اپنی مال گجاری چاہیے۔''

''تو چھوڑ دو کھیتی۔ میں ایسی کھیتی سے باز آئی۔''

ہلکو نے مایوسانہ انداز میں کہا— جی میں تو میرے بھی یہی آتا ہے۔ کہ کھیتی باڑی چھوڑ دوں۔ منی تجھ سے سچ کہتا ہوں۔ مگر مجوری کا خیال کرتا ہوں تو جی گھبرا اٹھتا ہے۔ کسان کا بیٹا ہو کر اب مجوری نہ کروں گا چاہے کتنی ہی درگت ہو جائے، کھیتی کا کام نہ بگاڑوں گا۔ جبرا۔ جبرا کیا سوتا ہی رہے گا۔ چل گھر چلیں—

درگت: بری حالت

3.2 متن کی تشریح

(1)

ہلکو نے اپنی بیوی سے آکر کہا.................ایک ایک قدم کے ساتھ اس کا دماغ اپنی ناداری کے بوجھ سے دبا جارہا تھا۔

اس حصے میں پریم چند نے پوس کی رات میں ایک کسان کی زندگی و مشکلات کے بارے میں بتایا۔ پوس کا مہینہ بھارت میں دسمبر وجنوری کے مہینے کی وہ رات ہوتی ہے جس میں راتیں شدید ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ رات میں پالا تک پڑتا ہے۔ ایسی حالت میں ایک غریب کسان جنگلی جانوروں سے اپنے کھیت پر فصل کی حفاظت کے لیے ساری رات کس ماحول اور کتنی تکالیف برداشت کر کے گذارتا ہے۔

ایک موٹی سی چادر جو کہ انتہائی ٹھنڈ سے بچنے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں اس کی زندگی کی تکالیف کی کہانی سناتے ہیں کہ ہر طرح کی راحتوں سے محروم پیداوار کی حفاظت کرنا۔ اور جس کی آمدنی اس کے قرض کا ایسا بوجھ ہے جو سر سے اترنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ ''یعنی محنت کرو اور آرام بھی نہ پاؤ۔''

افسانہ مکالمہ سے شروع ہوا ہے اور محاوروں کا بہت زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ کسان کی زندگی میں کیا کشمکش ہوتی ہے۔ کس طرف اشارہ ہے۔ اس کی زبان سے ایک کلمہ ادا ہوا ہے۔ ''باقی چکانے کے لیے ہمارا جنم ہوا ہے'' جو اس کی لاچارگی اور بے بسی کی طرف اشارہ ہے۔ زمیندار کے کارندہ کا آنا کسان کے لیے ایک آفت سے کم نہیں ہے۔ مجبوراً اسے قرض اتارنے کے لیے جو تین روپے کسی طرح بچائے تھے دینے پڑے۔ دیتے وقت جو پریم نے اس کی روحانی کیفیت کو بیان کیا ہے کہ وہ روپے کے بجائے ''اپنا کلیجہ نکال کر دے رہا ہے۔'' ناداری کے بوجھ سے دبا جانا غریبی، مفلسی اور لاچاری کی طرف اشارہ ہے۔ اس جملہ میں کہانی کی پوری روح سمٹ آئی ہے۔

3.3 زبان کے بارے میں

1. عام زبان کا استعمال کیا گیا ہے ''جیسے فصل پر دیدیں گے'' کسان اپنا قرض فصل سے حاصل آمدنی پر ہی ادا کرتا ہے۔ اور اپنی دیگر ضروریات کو بھی پورا کرتا۔
2. بات کو اہمیت دینے اور زوردار بنانے کے لیے محاورہ کا استعمال کیا گیا ہے۔

NOS\NOTE2.tif not found.

3. کہانی میں مکالمہ کا زیادہ استعمال ہے۔

4. مکالمے برجستہ اور برمحل استعمال کیے گئے ہیں۔ مثلاً کارندہ کا بار بار روپیہ مانگنا اور بیوی سے آکر قرض چکانے کے لیے بار بار پیسہ مانگنا۔ اس کے انکار کرنے پر برجستہ ہلکو کا اس طرح کہنا ''کیا گالیاں کھاؤں''

متن پر سوالات 3.1

I. ماگھ پوس کی رات کسے کہتے ہیں؟ درست جواب پر صحیح () کا نشان لگائیے۔

1. اندھیری رات
2. کڑاکے کی سرد رات
3. چاندنی رات

II. ''مرمر کر کام کرو پیداوار ہو تو اس سے باقی ادا کرو''

مذکورہ جملہ کس نے کہا درست جواب پر () کا نشان لگائیے؟

الف) ہلکو نے

ب) منّی نے

ج) شینا نے

III. مکالمہ افسانہ کا اہم عنصر ہوتا ہے ''تو کیا گالیاں کھاؤں''

آپ کی نگاہ میں — درست پر () کا نشان لگائیے۔

الف) مکالمہ ہے

ب) منظر ہے

ج) کردار ہے

IV. ''بلا سے چھٹی ہوئی'' آپ کیا کہیں گے درست پر صحیح کا نشان لگائیے۔

1. کہاوت
2. محاورہ
3. متعلق مثل

3.4 متن کی تشریح

(ii)
(2)

پوس کی اندھیری رات.......................بے چین کر رکھا تھا۔

اس حصے میں کہانی کے عروج کو دکھایا گیا ہے۔ یہ کہانی اس عہد کے ہندوستانی کسان کے اقتصادی و سماجی نظام کو پیش کرتی ہے جب مہاجن اور زمیندار کے قرض کے تلے ہندوستانی کسان کی کھیتی ایک گھاٹے کا سودا بن گئی تھی۔ ہلکو کو اپنے کھیت کی رکھوالی

NOS\NOTE1.tif not found.

میں دلچسپی نہیں وہ تو مجبوراً پوس کی اس رات میں کھیت کی حفاظت کرنے چلا جاتا ہے۔ جس رات میں ٹھنڈ کی شدت کا منظر اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ آسمان کے ستارے بھی ٹھنڈ سے ٹھٹھر رہے ہیں۔ اور بچارہ غریب کسان جس کے پاس صرف ایک ہلکی سے چادر ہے کس طرح اپنے آپ کو ٹھٹھرن سے بچائے جبکہ شدید ٹھنڈ سے اس کی ہڈیاں تک کٹکٹا رہی ہوں۔

کہانی کا ایک اہم کردار کتا بھی ہے جو اپنے مالک کے لیے خاص طور پر وفادار ہوتا ہے۔ اس کی ہر مصیبت اور خوشی میں شریک رہتا ہے اس کے اشاروں کو سمجھتا ہے۔ ہلکو بھی اپنے من کے بوجھ کو کتے سے باتیں کر کے ہلکا کرتا ہے۔ مارے محبت کے اسے اپنے گلے سے لپٹا لیتا ہے یہاں تک کہ اسے کتے سے آنے والی بدبو کا بھی احساس نہیں ہوتا ہے۔ کتا بھی اپنے مالک کی محبت اور وفاداری میں اس شدید سردی میں کھیت کی حفاظت کے لیے چلا آتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ پرانے زمانے سے کتے کا یہ کردار آدمی کے کام آتا رہا ہے۔ یہاں بھی کتا دوڑ دوڑ کر کھیت کو نقصان پہنچانے والے والے جانوروں کو بھگاتا ہے۔ پریم چند نے اس عمل کے ذریعے محبت اور فرض کی ادائیگی کے تعلق کو سمجھایا ہے۔

3.5 زبان کے بارے میں

1. افسانے کے اس حصے میں پریم چند نے پوس کی کپکپا دینے والی سرد مار کا خوبصورت منظر پیش کیا ہے۔ افسانے کا اہم عنصر منظر نگاری ہوتا ہے۔ پریم چند کو منظر نگاری میں کمال حاصل ہے۔ مثلاً سردی کتنی شدید پڑ رہی ہے۔ اس کے اظہار کے لیے اس حصے کے شروع میں ہی آسمان پر ستاروں کو بھی ٹھٹھرے ہوئے بتایا گیا ہے۔ جب بات میں وزن پیدا کرنا ہو تو چیزوں کو بڑھا چڑھا کر یعنی مبالغہ آمیز انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ مبالغہ کلام میں شدت تاثیر کا نام ہے۔

2. اس حصے میں افسانہ نگار نے ٹھنڈی رات یا جاڑے کی سرد کالی رات کو بھوت سے ایک خوبصورت تشبیہہ دے کر کہانی میں حُسن پیدا ہے ''جاڑا کسی بھوت کی مانند اس کی چھاتی کو دبائے ہوئے تھا۔'' تشبیہہ قدر مشترک کی تلاش اور اس کے اظہار کا نام ہے۔

3. تصوف و روحانیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوبصورت و پُر اثر الفاظ کا استعمال کیا ہے جو زبان کی سادگی و حقیقت بیانی بھی ہے کہ ''ایک ایک ذرّہ حقیقی روشنی سے منور ہو گیا ہے۔''

متن پر سوالات 3.2

I. پوس کی رات میں ہلکو کس سے بات کر رہا تھا۔ درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگایئے؟

1. جبرا (کتا) سے
2. اپنے آپ سے
3. منی سے

II. ''بھوت کی مانند کیا ہے'' صحیح پر (✓) کا نشان لگائیے۔

1. تشبیہ
2. استعارہ
3. صفت

III. قرض کی ادائیگی نے اُسے بے چین کر رکھا تھا۔ درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگائیے؟

1. ہلکو کو
2. جبرا کو
3. منی کو

IV. افسانے کے اس حصے (جملہ) میں کس پر زور دیا گیا ہے؟

1. مکالمے پر
2. منظر نگاری پر
3. تشبیہہ پر

3.6 متن کی تشریح

کہانی کے اس حصے میں ہلکو کسان کی زندگی اور اس کی مشکلات کو پیش کرنے میں جزئیات نگاری سے بڑی خوبصورتی سے کام لیتے ہوئے چھوٹی چھوٹی و باریک باریک چیزوں پر بھی نگاہ رکھی گئی ہے۔ مثلاً جاڑے کی برف جیسی ٹھنڈی رات بغیر جاڑ ادل (لحاف، کمبل، بچھونا) کے کس مشکل و مصیبت سے کٹتی ہے اور دونوں سردی سے ٹھٹھرتے ہیں۔ اسی اثناء میں کتے کو ایک ہڈی مل گئی تھی۔ جسے چوسنے کا بیان اس باریک سے پہلو پر نگاہ رکھنے سے کتے کی حقیقی تصویر سامنے آئی ہے۔ یعنی کسان ہلکو اور اس کے کتے کی مختلف طرح کی حرکات وسکنات کو پریم چند نے بیان کیا ہے۔

اس حصے میں الاؤ جلا کر جبرا اور ہلکو اس کے گرد بیٹھنے اور رات ہی میں آگ کو پھلانگنے کا منظر پیش کرنا بھی اس افسانے میں انوکھا پن پیدا کرتا ہے۔ عام طور پر اس طرح کی حرکت بچے کرتے ہیں۔ مگر یہاں وقت گزارنا ہلکو کے لیے ایک عذاب بن گیا ہے۔ جس کی شدت کو کم کرنے کے لیے وہ بچوں کی سی حرکتیں کرتا ہے۔

3.7 زبان کے بارے میں

1. کہانی کے اس حصے میں جزئیات نگاری پر خاصا زور دیا گیا ہے۔ افسانہ یا کہانی میں مناظر کا ہو بہو باریکی سے بیان کا نام جزئیات نگاری ہے۔

NOS\NOTE1.tif not found.

2. وقت کا اندازہ لگانے کے لیے سات ستاروں کا ذکر کیا ہے جسے سات ستاروں کا جھمکا کہتے ہیں۔
''ایک پہر باقی ہے'' یعنی ابھی صبح ہونے میں کافی وقت باقی ہے۔ یہاں ستارہ شناسی کی واقفیت کرائی گئی ہے۔

3. اس حصے میں بھی خوبصورت تشبیہ کا استعمال کر کے حقیقت کو رونما کیا ہے مثلاً اندھیرے کو اتھاہ سمندر سے تشبیہ دی ہے اور روشنی کو ایک ناؤ سے (یعنی زندگی سے)۔

متن پر سوالات 3.3

I. ہلکو نے کیسے اندازہ لگایا کہ کتنی رات گزر چکی ہے؟
صحیح پر (✓) نشان لگایئے۔
1. گھڑی دیکھنے سے
2. سات ستاروں کے گھومنے سے
3. روشنی ہونے سے

II. اب کیا ٹھنڈ لگے گی یہ جملہ کس نے کہا؟ درست جواب پر (✓) نشان لگایئے۔
1. ہلکو نے
2. جبرا نے
3. منی نے

III. افسانہ کے اس حصے میں افسانے کے کسی عنصر پر زیادہ زور دیا گیا ہے درست پر () کا نشان لگایئے؟
1. منظر نگاری
2. مکالمہ نگاری
3. جزئیات نگاری

متن کی تشریح 3.8

(4)
(iii)

پتیاں جل چکی تھیں.................. جبرا جبرا کیا سوتا ہی رہے گا چل گھر چلیں............

افسانہ کے اس حصہ میں افسانے کے اصول کے مطابق کلائمکس ہے۔ افسانے کے اخیر میں افسانہ نگار نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ جب انسان کوئی کام دل لگا کر نہیں کرتا تو اس کا انجام وہی ہوتا ہے جو اس کھیت کا ہوا جس کی حفاظت کے لیے ہلکو سردی میں ٹھٹھر رہا تھا۔ ہلکو آیا تھا کھیت کی حفاظت کے لیے مگر ہوا کیا۔ الاؤ جلا کر اس نے اپنے بدن کو گرم کیا اور پھر اس کی گرمی پا کر اس پر سستی سوار ہو گئی اور وہ گرمی پا کر بے فکر ہو کر سو گیا۔ رات میں نیل گائے کے غول نے اس کے کھیت کو برباد کر دیا۔ کہیں نہ کہیں ہلکو کو یہ

NOS\NOTE2.tif not found.

بھروسہ تھا کہ جبرا اس کے کھیت کی حفاظت کرے گا۔ لیکن جبرا بھی اتنے بڑے غول کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ ہلکو کا یہ بھروسہ اس کی لاپرواہی کو ظاہر کرتا ہے۔ کوئی بھی کام دوسروں پر نہ چھوڑنا چاہیے ورنہ اس کا انجام یہی ہوتا ہے۔

ہلکو کے ذہن میں مزدوری اپنی کھیتی باڑی سے بہتر معلوم ہو رہی تھی اور اپنے کام سے یہی بے پروائی اس کے کھیت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ آدمی جو کام کرے، اسے لگن کے ساتھ اور ایمانداری سے کرنا چاہیے۔ ہلکو کی بیوی کی مزدوری کرنے کی سوچ بے معنی تھی کیونکہ کوئی بھی آدمی اپنے پیشے کو آسانی سے چھوڑنا نہیں چاہتا اور کسان کو تو اپنے کھیت سے بے انتہا لگاؤ ہوتا ہے۔ اور کسان ہونا فخر کی بات بھی سمجھی جاتی ہے۔ آخر میں اتنی مشکلات کے باوجود ہلکو پھر عہد کرتا ہے کہ چاہے کتنی ہی درگت بن جائے وہ کھیتی کرنا نہیں چھوڑے گا وہ جبرا کو جگاتا ہے گھر چلنے کے لیے کہتا ہے۔

3.9 زبان کے بارے میں

1. افسانہ نگار نے اس افسانے میں صوت نقلی الفاظ کا استعمال بلحاظ ضرورت کیا ہے۔ صوت نقلی الفاظ کا مطلب ہے ایسے الفاظ متن کے اندر جو آواز ہو وہی معنی بھی ہو۔ جیسے ٹن ٹن گھنٹے کی آواز اسی طرح کتے کی کؤں کؤں۔ جانوروں کے چرنے کی آواز چر چر۔ شبنم کی بوندیں ٹپکنے کی آواز ٹپ ٹپ یا ہلکو اپنے کھیتوں میں چر رہی نیل گائے کو بھگانے کے لیے کہتا ہے۔ ہلو ہلو۔ ہو ہو۔ ہا ہا۔
2. افسانہ کا تعلق ایک کسان کی دیہی زندگی سے ہے اس لیے مصنف نے کئی جگہ ایسے الفاظ کا استعمال کیا ہے جو گاؤں میں بولے جاتے ہیں۔ مثلاً گجب کی سردی۔ مال گجاری، مجوری، منڈیا وغیرہ۔

یہ رانڈ پچھوا ہوا۔ گاؤں کی زندگی میں کسی کو برا بھلا کہنے کے لیے رانڈ لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے جب کہ رانڈ کے معنی بیوہ کے ہیں۔

3.4 متن پر سوالات

I. ’’تم کہاں آ کر مر گئے سارا کھیت چوپٹ ہو گیا۔‘‘

یہ مکالمہ کس نے ادا کیا ہے۔ درست پر (✓) نشان لگائیے۔

1. منی نے
2. سینا نے

3. ہلکو کے پڑوسی نے

II. زہر معلوم ہوتا کیا ہے۔ درست پر (✓) نشان لگائیے۔

1. محاورہ
2. ضرب المثل
3. استعارہ

III. کالم (الف) کو صحیح جواب کالم (ب) سے ملائیے۔

(الف)	(ب)
صفایا کرنا	دشوار ہو جانا
پہاڑ ہو جانا	غارت ہونا
چوپٹ ہونا	مٹا دینا

IV. ہلکو کے کھیت کے برباد ہونے کی وجہ کیا ہے؟

1. لاپرواہی
2. کتا
3. نیل گائے

3.10 اندازِ بیان

1. پریم چند کو گاؤں کا ذاتی تجربہ تھا۔ اس لیے ان کی تحریروں میں حقیقت اور اصلیت کا احساس پایا جاتا ہے۔
2. پریم چند کو جذبات نگاری میں کمال حاصل تھا۔ ان کی کہانیوں کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے گویا انہوں نے انسانی نفسیات کا گہرا مطالعہ کیا ہو۔
3. سادہ آسان نثر لکھتے تھے۔ ان کا ہر جملہ سلجھا ہوا ہوتا تھا۔ اس لیے ان کی تحریریں دل و دماغ پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔
4. انہوں نے اردو ہندی کے الفاظ کا بہت خوبی سے استعمال کیا ہے۔
5. ان کے ناولوں، افسانوں اور کہانیوں میں ہندوستانی دیہاتوں کی منہ بولتی تصویر ہے۔
6. انہوں نے کہانی کے فن کو بہت ترقی دی ہے۔

NOS\NOTE2.tif not found.

3.13 اختتامی سوالات

1. اس کہانی کا نام پوس کی رات کیوں رکھا گیا ہے؟
2. ''پوس کی رات'' سبق میں کس معاشرے پر روشنی ڈالی ہے؟
3. ایک غریب کسان کو جاڑے میں کھیت کی حفاظت کرنے کے لیے کن کن تکالیف کا سامنا کرتا ہے؟
4. ہلکو مزدوری کو کھیتی پر ترجیح دیتا ہے کیوں؟
5. کیا اس سبق سے محنت کش طبقہ اور زمین دار میں تعاون کا احساس ہوتا ہے چند لائنوں میں اپنے خیالات کا اظہار کریں؟
6. کہانی میں دیئے گئے محاورات کے معنی لکھئے؟

متن پر سوالات کے جوابات

3.1

1. 2
2. 2
3. 1
4. 2

3.2

I. 1

II 1

III. 1

IV. 2

3.3

1. 2
2. 2
3. 3

NOS\NOTE1.tif not found.

3.4 I. 1

II. 2

III.

الف	ب
صفایا کرنا	مٹا دینا
پہاڑ ہو جانا	دشوار ہو جانا
چوپٹ ہو جانا	غارت ہو جانا

IV. 1